یاد رکھنے والی یاد

یاد بھی کیا عجیب چیز ہوتی ہے جو جاتے ہوئے وقت کو بھی پکڑ کر رکھتی ہے۔ اس سے ایک سمجھ والے آدمی کو وقت اپنا کرنے کا نہیں، تو کم از کم وقت سے خود بننے کا ہنر آسکتا ہے۔ یاد بڑی ہی نازک ہوتی ہے۔ ذرا سی بھول ہوئی، ذرا سی ساودھانی ہٹی، در گھٹنا گھٹی۔ یاد بڑی ہی کام کی چیز بھی ہوتی ہے، برکتوں والی بڑی نعمت ہوتی ہے۔ یاد نہ رہے، تو ہمارا سارا علم بے کار، تعلیم بے سود، تربیت اکارت۔ یاد نہ ہو، یاد نہ رکھے تو انساں تو کہیں کا بھی نہیں رہا، نہ گھر کا، نہ گھاٹ کا۔

یاد ایسی نعمت پر ہی اس رب کو یاد کرلیں جیسے یاد کرنا چاہئے، یاد رکھنا چاہئے۔ اس مہینہ ہم ایک یاد کی عید مناتے ہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کوئی بے زبان جانوروں کے خون کی ندی بہانے کے لئے نہیں، بلکہ قربانی کے لئے، قربانی کے لئے تیار رہنے کے لئے، قربانی کی عادت ڈالنے کے لئے ہوتی ہے، قربانی کو یاد کرنے اور قربانی یاد رکھنے کی عید ہوتی ہے۔ اس قربانی کا بڑا ہی گہرا رشتہ صبر اور تقویٰ سے ہوتا ہے۔ خود اس یادگاری کا سرا بہت دور تک جاتا ہے ؎

نہایت اس کی حسینؑ، ابتداء ہے اسماعیلؑ

اس 'معنیٔ ذبحِ عظیم' نے وہ قربانی دی اور صبر و تقویٰ کا علم وہ اونچا کیا' صبر و تقویٰ کا وہ اجتماعی عملی مظاہرہ کیا، جس کی مثال نہیں۔ وقت کی قسم، اس عمل نے عام انسان کا گھاٹا اور دیوالیہ پن بھی دکھا دیا اور سورۂ عصر کی 'الّا' والی استثنائی حصار بھی اچھے سے دکھا دیا۔ کربلا میں سب سے بڑے گھاٹے پر جمع ہوجانے والی کثرت کا جو کھلا ہوا جمگھٹا ملتا ہے وہ کبھی اور کہیں اور نہیں ملتا، نہ ہی اس استثنائی حصار میں ایک ساتھ جمع ہونے والا اتنا بڑا مجمع ہوا اور فکر و عمل کے اس نظم وضبط کے ساتھ کہیں اور دکھائی دیتا ہے۔ اسی بے مثال یاد کو ہمارا موجودہ شمارہ بھی نذر ہے۔ یہ حقیر سی نذر تو ہے لیکن اس بے مثال یاد کی بے نظیر یادگاری کا حصہ ہے۔

اس یادگاری کا عنوان، اس میں ذہنی و عملی انہماک، اس کا اثر و نفوذ، یہ سب اپنے میں بے مثل ہیں۔ کسی بھی ایک واقعہ پر نہ اتنا لکھا گیا، نہ اتنا کہا گیا، نہ کوئی واقعہ اتنا سنا گیا، نہ اتنا پڑھا گیا۔ اس یادگاری کے حصہ میں یہ بھی ہے کہ زمان و مکان کے بندھنوں سے آزاد رہی، یہاں تک مذہب و ملت کی محدودیت سے بھی آزاد رہی۔ ایک اسی یاد، اسی یادگاری کو سچی بین الاقوامی 'عالمی' انسانی حیثیت حاصل ہے۔ اسی میں دکھی انسانیت کے ہر درد کا درماں بھی ہے۔ آج کے زخموں کا علاج بھی بس، اس یادگاری کی رسی لکھائی میں چھپی اس کی اصل روح کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔

(م۔ ر۔ عابد)